

رسول اکرمؐ کی روحانی زندگی

(چند جملکیاں)



پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی



دقیق پبلیکیشنز

اے۔ وی مارکیٹ، اردو بازار

لاہور

297.4

57

1168



مکتبہ المدینہ، لاہور
ناشر
12/8/97

رسول اکرمؐ کی روحانی زندگی

(چند جگہ بیان)



پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

صدیقی پبلیکیشنز

۳۔ اے۔ ولی مارکیٹ، اردو بازار

لاہور

297-44

57

114810

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب _____ رسول اکرمؐ کی روحانی زندگی
(چند جگلیاں)
مصنف _____ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
کمپوزنگ _____ ایپس کمپیوٹر سسٹم
تعداد _____ گیارہ سو
اشاعت دوم _____ مئی ۱۹۹۵ء
ناشر _____ صدیقی پبلیکیشنز
۳۔ اے۔ ولی مارکیٹ
اردو بازار۔ لاہور
قیمت _____ ۱۵ روپے
نگران طباعت _____ سعید احمد صدیقی، ایم اے

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْ
مَوْلَانَا مُحَمَّدًا وَعَلَى
أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ

مَوْلَانَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى خَيْرِ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالْقَلْبَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ
عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ بِأَرْوَاقِ الْمَلَكِ الْمَلَكِيِّ

بِسْمِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

رسول اکرم ﷺ کی روحانی زندگی کی چند جھلکیاں

وہ ہادی برحق جس نے عقائد و افکار کی دنیا میں انقلاب برپا کیا، وہ مصلح اعظم جس نے خستہ حال معاشرے کو ایک صحت مند اور خوشحال معاشرے میں بدل دیا، جس نے نظام معیشت کو صالح بنیادوں پر استوار کیا، جس نے سیاست و قانون کو نفاق سے نکال کر اخلاق کی اعلیٰ و ارفع اساس عطا فرمائی، وہ مفکر اعظم جس نے اذہان و قلوب کی دنیا بدل ڈالی۔ وہ ہمہ پہلو عظیم شخصیت جو سربراہ مملکت بھی ہے، سپہ سالار بھی ہے، مقنن بھی ہے، قاضی و منصف بھی ہے اور مدبر و منتظم بھی ہے۔ وہ حامل خلق عظیم جو دوسرے ادیان و سری اقوام اور دوسرے ممالک کے ساتھ معاملات و تعلقات کو اخلاقی بنیادوں پر قائم کرنے کا ایک ایسا معیار پیش کرتے ہیں کہ پوری تاریخ ادیان عالم بلکہ پوری تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ وہ شہنشاہ کونین ﷺ کہ گدا سے سلطان تک اس کے در کے بھکاری ہیں۔ وہ عظیم تاریخی شخصیت کہ چار ہزار برس کی معلوم تاریخ (Known History) میں کسی بھی شخص پر اس سے زیادہ کتابیں نہیں لکھی گئیں۔ وہ عظیم النظیر پر عظمت شخصیت جس کی عملی، فکری، ذہنی اور روحانی تربیت کسی دنیوی دانش گاہ یا کائنات ارضی میں بسنے والے کسی معلم کی مرہون منت نہیں بلکہ اس وسیع اور بکراں کائنات کے خالق و مالک نے اس کی ہمہ پہلو تربیت کا خود اہتمام فرمایا۔ آج ہم اس ہادی اعظم کی روحانی زندگی کی چند جھلکیاں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے بچپن، آپ کی جوانی اور قبل از بعثت زندگی میں آپ کی حیات طیبہ کے ہر ہر ورق پر روحانیت کے نقش و نگار نظر آتے ہیں لیکن ہم یہ ذکر جمیل اس وقت سے شروع کرتے ہیں جب آپ ﷺ نے روحانی زندگی کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مروج بت پرستی میں کبھی حصہ نہ لیا۔ آپ ﷺ نے اس فطری طریق کو اختیار فرمایا جو جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار فرمایا تھا۔ کائنات میں تدبر و تفکر، خالق کے سامنے انہماک عبودیت،

خلق سے خالق تک پہنچنے کا فطری طریق۔ ابتداء میں یہ تفکر ظاہری رسوم کا پابند نہ تھا کہ ہم اسے کسی مخصوص عبادت کا نام دیں۔ لیکن روح کی اتھاہ گہرائیوں میں اپنے معبود حقیقی کو پالینے کی سچی تڑپ کبھی مخفی نہیں رہتی۔ یہ سچ ہے کہ ہم کسی کے قلب کی گہرائیوں میں جھانک نہیں سکتے لیکن آنسو دل کی ترجمانی اور عکاسی بطریق احسن کر دیتے ہیں۔

دموع الفی عما یجن توجم
وانفاسہ بدن بدن بالقلب یکنم

خلوت غار حرا:-

آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس کی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ گہرے غور و فکر میں منہمک رہنے لگے۔ اس دوران صبح کی مانند روشن خواب آپ ﷺ کو نظر آتے۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

اول ما ہدی بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الروی بالصالحۃ فی النوم
فکان لا یری روبا الا جاءت مثل لفق الصبح

اپنے محبوب پروردگار سے راز و نیاز میں جو لذت و حلاوت ہے اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتا ہے جو اس وادی سے گزرا ہو۔ کیف و مستی اور جذب و شوق کی اس کیفیت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ ﷺ ملائق دنیا سے کنارہ کش ہو کر عزت نشینی اختیار کریں اور گوشہ عافیت ڈھونڈھ کر اطمینان قلب سے اس شور و شغب کی دنیا سے الگ تھلگ اپنے محبوب آقا و مالک کی عبادت کریں۔ آپ ﷺ کا یہ ذوق آپ ﷺ کو غار حرا میں لے گیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ثم جب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حرا فتحت لہ وہو
التعبد الالیہ ذوات العدد الخدیث
سید قطب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و خلاصتها ان رسول الله ﷺ كان يتحنث في غار حراء قبل البعثة
بثلاث سنوات اى يتطهر ويتعبدو كان تحنثه عليه الصلوة والسلام
شهر امن كل سنة هو شهر رمضان يذهب فيه الى غار حراء على مبعده
نحو مئتين من مكة

”اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ غار حراء میں عبادت میں مشغول
رہتے۔ بعثت سے تین سال قبل آپ ﷺ پاک صاف رہتے اور حضور حق
میں سر تسلیم خم کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ عبادت ہر سال ایک مہینہ
ہوتی اور وہ مہینہ رمضان کا ہوتا جس میں آپ غار حراء میں جو مکہ سے قریب دو میل
کے فاصلے پر ہے، تشریف لے جاتے“

زاد ختم ہوتا تو آپ ﷺ توشہ لینے کے لیے اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
پاس آتے۔

غار حراء میں آپ ﷺ کے معمولات پر روشنی ڈالتے ہوئے سید قطب رقمطراز ہیں:
ويقضى وقتا في العبادة والتفكير فيما حوله من مشاهد الكون
وفما وراءها من قدرة مبدعة

”اور آپ ﷺ اپنا وقت عبادت اور اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی کائنات کے
مشاہدے اور اس میں غور و فکر میں گزارتے اور آپ ﷺ کا تخیل اس سے
بھی ماوراء قدرت کی نیرنگیوں کی طرف منعطف ہو جاتا۔“

اس خلوت اور عزلت میں کیا حکمت تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید
قطب لکھتے ہیں:

وكان اختياره ﷺ لهذه العزلة طرفا من تدبير الله له ليعده
لما ينتظره من الامر العظيم ففي هذه العزلة كان يخلو الى نفسه ويخلص
من زحمة الحياة وشواغلها الصغيرة

”اور آپ ﷺ کی یہ عزلت گزینی اللہ تعالیٰ کی ایک اچھوتی تدبیر تھی تاکہ

آپ ﷺ کو بہت بڑے منصب کے تقاضے پورے کرنے کے لیے تیار کیا جائے۔ پس اس عزلت گزینی میں آپ ﷺ زندگی کی زحمتوں اور چھوٹی بڑی مصیبتوں سے نجات پا کر من کی دنیا میں سراغ زندگی پانے میں مشغول ہو جاتے۔“

ہر وہ روح جو نفوس انسانی کی اصلاح اور پیغام ربانی کی تبلیغ کا فریضہ انجام دینا چاہے اس کے لیے کچھ وقت خلوت اور عزلت میں بسر کرنا ضروری ہے۔ موصوف کے الفاظ میں:

ولا بد لای روح بر ادلہان تو ثرفی واقع الحیاة البشریة فتحولها
جہتہ اخری لا بد لہذہ الروح من خلوة و عزلة بعض الوقت وانقطاع
عن شواغل الارض و ضجة الحیوة و هموم الناس الصغیرة التي تشغل
الحویة

”ہر اس روح کے لیے جس کا مقصد یہ ہو کہ وہ حیات انسانی پر اثر انداز ہو اور اس میں انقلاب برپا کر دے لازمی ہے کہ وہ کچھ وقت خلوت و عزلت کے لئے مختص کر دے اور اس کائنات ارضی کے مختلف مشاغل، زندگی کی شور شوں سے اور لوگوں کے چھوٹے بڑے غم و فکر سے جو زندگی کو مصروف کر دیتے ہیں، خود کو الگ کر لے۔“

چنانچہ آپ ﷺ تفکر و تدبیر اور مراقبوں میں اپنا وقت گزارتے حتیٰ کہ بفضلہ تعالیٰ آپ ﷺ کا آئینہ قلب اور زیادہ شفاف ہو گیا۔ آپ ﷺ روحانی بالیدگی کی اونچے کمال پر پہنچ گئے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ رب کائنات جس نے آپ ﷺ کی تربیت کا اعلیٰ انتظام فرمایا تھا اس مقدس سرزمین کے رہنے والے صادق و امین کو وہ عظیم امانت سپرد کر دے۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک اب چالیس برس کی ہو چکی تھی۔ پیر کے دن رمضان المبارک کے آخری عشرے میں حضرت جبریل حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اعلان نبوت کا اذن عطا ہوا۔

نبوت کے فرائض چارگانہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ معبود حقیقی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وابستگی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ غم و مسرت کے موقع پر، صلح و جنگ کے موقع پر صحت و بیماری کی حالت میں آپ ﷺ اپنے آقا و مولا کے حضور دعاؤں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جنگ کے مد و جزر میں تلواروں کی جھنکار سے فضا مرتعش ہے۔ تیروں کی بارش ہو رہی ہے لیکن آپ ﷺ اشکبار آنکھوں سے اپنے مالک حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ اپنے دل کے اعسار اور لگاؤ کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ کو پکارتے ہیں۔ دنیا کی پوری تاریخ میں ڈھونڈنے سے بھی آپ کو یہ روشن مثال نہیں ملے گی کہ دشمن مد مقابل ہو اور صلوة الخوف ادا ہو رہی ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ دو رکعت ادا فرماتے ہیں اور باقی صحابہ دو گروہوں میں تقسیم ہو کر باری باری ایک ایک رکعت پیچھے ادا کر رہے ہیں۔

حب الہی کی تپش نے حضور نبی کریم ﷺ کی پوری عملی زندگی میں ایک تحریک پیدا کر دی تھی جس کا مقصود رضوان من اللہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ کے مراتب، غور و فکر، کائنات میں تفکر و تدبیر اور آپ ﷺ کی بھرپور عملی زندگی کا مقصود وحید محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ ﷺ کا حامی و ناصر اور محافظ تھا۔ اس لئے آپ ﷺ چنان کی طرح مستحکم ارادوں کے ساتھ پورے یقین و اعتماد کے ساتھ ثابت قدم اور اپنے آقا و مولا کے مشن کی تکمیل میں سرگرم عمل رہے۔

پانچ فرض نمازوں کے علاوہ آپ ﷺ دیگر مختلف مواقع پر بھی نماز ادا فرماتے۔ ہر فرض نماز کے ساتھ متعدد نوافل ادا فرماتے (جو ہمارے لیے سنت موکدہ یا مندوب ہیں)۔ دن کے ابتدائی حصے میں نماز اشراق پڑھتے۔ دن کے ذرا گرم ہونے پر چاشت کی نماز ادا فرماتے۔ چاند گرہن اور سورج گرہن کے مواقع پر بارش کے لئے دعا کے موقع پر سفر کے آغاز میں اور سفر کے اختتام پر نمازوں کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی عبادت اپنے مستہانے کمال کو پہنچ جاتی۔ بعض راتوں میں تو قیام اتنا طویل ہو جاتا کہ خدشہ لاحق ہو جاتا کہ کہیں سحری تناول فرمانے سے ہی نہ رہ

جائیں۔ رمضان المبارک میں آپ ﷺ اعتکاف فرماتے۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان میں آپ ﷺ مسلسل بیس دن معتکف رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق آپ ﷺ تہجد کے لئے اٹھتے۔ آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ تہجد رات کے آخری حصے میں ادا فرماتے۔ حضور حق میں مسلسل اور طویل قیام فرماتے جس سے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر درم آگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟“ فرمایا: **اللہ ا کون عبدہ شکوراً؟** ”کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ ہوں“

ذوق عبادت سے آپ ﷺ جسمانی مشقت کی پروا نہ کرتے اور آپ کی کوشش یہ ہوتی کہ بارگاہِ صمدیت میں آپ کا قیام اور طویل ہو جائے۔ سورہ مزل آپ کے عبادت کے ذوق و شوق کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے مثالی روحانی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے سید قطب لکھتے ہیں:

وقبل لرسول اللہ ﷺ قم فقام وظل قائما بعدھا اکر من عشرين
عامالم بستر ح ولم بسكن ولم بعض لنفسه ولا لاهله قام وظل
قائما على دعوة الله

رسول اکرم ﷺ سے رب کریم نے فرمایا ”قم“ یعنی میرے حضور قیام کرو تو آپ ﷺ نے قیام فرمایا اور بیس برس سے زیادہ عرصے تک قیام کا یہ سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی آرام و استراحت کا خیال نہ کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی آپ ﷺ کا جینا اپنے یا اہل و عیال کے لئے نہ تھا۔ ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں آپ ﷺ ہمیشہ کمر بستہ رہے۔

عبادت کی روحانی حلاوت و لذت نے جب جسمانی مشقت کو نظر انداز کئے رکھا اور شب بیداری دو چار روز کی نہیں پورے ایک سال کی مسلسل شب بیداری سے حضور اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک سوج گئے تو رحمت باری جوش میں آئی اور تخفیف کا حکم نازل ہوا:

سید قطب کے الفاظ ہیں:

لقد نزلت بعد عام من قيام الليل حتى ورسيت اقدام الرسول ﷺ
وطانقت من الذين معه

پس ایک برس گزرنے کے بعد سورہ مزمل کا آخری حصہ نازل ہوا جب کہ
مسلّم ایک سال بھر شب بیداری سے حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک
سوج گئے تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ بھی آپ کے ساتھ
عبادت میں شریک تھا۔

مونس و غمخوار رفیقہ حیات نے آپ ﷺ کی اس مشقت کو دیکھ کر خدمت
اقدس میں درخواست کی کہ آپ تھوڑا آرام فرمایا کریں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
بصی عهد النوم ياخذ بجة

”اے خدیجہ! سونے اور آرام کا زمانہ بیت گیا“

اور پھر زندگی بھر شب بیداری، تعب اور جہاد کا وسیع سلسلہ جاری رہا۔
علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ حضرت سعد بن ہشام نے ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے راتوں کو قیام کرنے کے بارے میں
استفسار کیا تو انہوں نے جواباً کہا:

الست تقرابا بها المزمّل؟

کیا تم سورۃ المزمل نہیں پڑھتے؟

سورۃ مزمل سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تہجد کے علاوہ رات کے دیگر حصوں میں
بھی آپ ﷺ کا سلسلہ عبادت جاری رہتا۔ قرآن حکیم کے الفاظ آپ ﷺ کے حضور
حق میں طویل قیام پر شاہد عادل ہیں:

فَمِ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوْ انْقُصُ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِلِ الْقُرْآنَ
تَرْتِيلًا

(آپ پوری رات سوائے تھوڑے حصہ کے نماز میں کھڑے رہا کریں، آدمی
رات یا اس سے کچھ کم کر لیں یا آدمی رات سے کچھ زیادہ بڑھا دیں اور قرآن

حکیم کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں)

بعض مفسرین کرام نے قِمِّ اللَّيْلِ الْأَقْلِيَّاتِ سے رات کا کچھ حصہ مراد لیا ہے جس کی خود سیاق و سباق کلام سے نفی ہوتی ہے اور قرآن حکیم میں دوسری جگہ وَ مِنْ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ارشاد باری تعالیٰ سے اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کا اکثر و بیشتر حصہ قیام فرمایا کرتے تھے۔ سورۃ منزل کی ان آیات سے متصل ہی دوسری آیات میں آپ ﷺ کے رات کے قیام کی حکمت پر روشنی ڈالی گئی ہے:

إِنَّا سَلَّمْنَا عَلَيْكَ قَوْلًا تَقِيلاً ○ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً ○

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا ○ وَأَذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلُ إِلَيْهِ تَتِيلاً ○

”بے شک ہم آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔ دراصل رات کا اٹھنا نفس کو خوب روند دیتا ہے اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ دن کے اوقات میں تو آپ کے لئے بہت مصروفیات ہیں۔ اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو“

سید قطب ناشئۃ اللیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لأن للذكر فيها حلاوته وللصلوة فيها خشوعها وللمناجاة

فيها شفائيتها وانها تسكب في القلوب انسلورا حة وشفافية ونورا قد

لا يجد هافي صلاة النهار وذكوره

”رات کے تاریک اور سامنے سماں میں اللہ کے ذکر میں ایک خاص حلاوت

حاصل ہوتی ہے ایسے وقت میں نماز میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور بندہ اپنے معبود

سے جو مناجات کرتا ہے وہ جو ہر اخلاص سے آئینے کی طرح شفاف ہوتی ہے اور

دل کو انس و محبت، راحت، اخلاص اور روشنی بخشتی ہے اور یہ وہ بات ہے جو

دن کی نماز یا دن کے ذکر میں حاصل نہیں ہوتی“

سید محمود آلوسی واذکر اسم ربک کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے

ذکرہ تعالیٰ علی ای وجه کان من تسبیح و تہلیل و تحمید و صلوة

وقرآنہ قرآن وغیر ذالک

”اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے خواہ اس کی نوعیت کوئی بھی ہو۔ تسبیح و تقدیس بیان کی جائے، لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، نماز پڑھے یا قرآن حکیم کی تلاوت کرے اور اسی طرح کی ہر وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شامل ہو“

علامہ موصوف تبتل کے معانی و مطالب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای وانقطع الیہ تعالیٰ بالعبادۃ و جرد نفسک عما سواہ عزوجل
واستغرق فی مراقبتہ سبحانہ

”اللہ تعالیٰ سے کامل وابستگی کے لیے علائق دنیوی سے انقطاع کر لیجئے اور خود کو ماسوا سے فارغ کر لیجئے اور ہمہ تن اپنا دھیان اللہ جل سبحانہ کی طرف مرکوز کر لیجئے“

حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے معبود حقیقی کی یاد سے وابستہ تھا۔ دن میں بھی ذکر و اذکار اور فرائض و نوافل کا سلسلہ جاری رہتا۔ رات کو یہ سلسلہ طویل ہو جاتا جیسا کہ سورۃ مزمل کے آخری رکوع کی آیات سے واضح ہے:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثًا وَطَائِفَةٌ مِّنَ
الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ لَتَأْتَّ بِكُمْ
لِقَاءُ رُؤسَا مَاتَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

”اے نبی تمہارا پروردگار اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات کے قریب اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو اور تمہارے صحابہ میں سے بھی ایک گروہ آپ کے ساتھ عبادت میں شریک ہوتا ہے۔ اللہ کو رات اور دن کا خوب اندازہ ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم عام مومنین سے پورا نہ کر سکو گے لہذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی۔ اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو“

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور مہربانی سے مسلمانوں پر تو تخفیف ہو گئی۔ رات کا

قیام فرض نہ رہا نفل ہو گیا۔ اب طول قیام کی بجائے قرآن کریم کی تلاوت کم کرنے کی بنا پر مختصر قیام رہ گیا۔ لیکن محبوب رب العالمین ﷺ کا معمول قدرے تخفیف کے ساتھ قریباً وہی رہا۔

سید قطب رحمہ اللہ کے الفاظ میں:

اما رسول اللہ ﷺ لقد مضى على نهجه مع ربه لا يقل قيامه عن ثلث الليل بناجى ربه لى خلوة من الليل وهداة ويستمد من هذه الحضرة زاد الجهاد على ان قلبه ما كان ينام وان نامت عيناه فقد كان قلبه ﷺ دائما مشغولا بذكر الله مبتلا لمولاه وقد فرغ قلبه من كل شى الا من ربه

”جہاں تک رسول اکرم ﷺ کا تعلق ہے تو آپ ﷺ کا معمول عبادت اپنے رب کے تعلق میں وہی رہا۔ آپ ﷺ کا قیام حضور حق میں کبھی بھی تنہائی رات سے کم نہ ہوتا۔ آپ ﷺ اپنے رب کریم سے مناجات میں مصروف رہتے۔ رات کی تنہائی میں جب رات گہری اور پرسکون ہو جاتی اس حضوری میں اپنے معبود حقیقی سے آپ ﷺ زندگی کا توشہ اور جہاد کی اعانت کے پلٹی ہوتے۔ آپ کا دل کبھی نہ سوتا اگرچہ آپ کی آنکھوں پر نیند طاری ہوتی۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کا قلب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا۔ اپنے آقا و مولا کے لیے آپ ﷺ خود کو ماسوا اللہ سے منقطع کر لیتے اور آپ کا دل سوائے اپنے رب کریم کے ہر ماسوا سے فارغ ہوتا۔“

یہاں ایک نکتے کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر تخفیف کا یہ عمل بقول سید قطب یا دیگر مفسرین صرف ایک برس بعد تھا تو ایک برس کا عرصہ بھی کچھ کم نہیں ہوتا لیکن اگر اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ سورہ مزمل کے آخری حصے کی آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں جیسا کہ آیات کے سیاق و سباق سے نظر آتا ہے تو یہ عرصہ مکمل دس برس کا ہے۔ گویا یہ عرصہ طویل بالخصوص اور اس کے بعد تاحین حیات بالعموم آپ ﷺ حضور حق میں اتنا طویل قیام فرماتے رہے۔

چار باتیں انبیاء و رسول علیہم السلام کا طریق رہی ہیں۔

حیاء واری 'خوشبو لگانا' مسواک اور نکاح

معبود حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے قبل حضور اکرم ﷺ صفائی، نظافت اور پاکیزگی کا بہت خیال فرماتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات ہی کو وضو کے لیے پانی اور مسواک کا اہتمام رکھتے تھے۔

خشیت الہی:-

جب حب الہی اور خوف خداوندی کا امتزاج ہو تو عبادت میں لذت و حلاوت کا کیا کہنا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔ پس میں نے آپ کو تلاش کیا۔ تاگماں میرے ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑے جب کہ آپ ﷺ سجدہ میں تھے آپ ﷺ سجدہ میں یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ذریعے تیری ناراضگی سے اور تیرے غم و درگزر کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے غم سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف کرنے سے قاصر ہوں تو ایسی عظیم ذات ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثابیان کی ہے"

حضور نبی کریم ﷺ پر خشیت الہی سے رقت طاری ہو جاتی، آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی اور آپ ﷺ بے ساختہ رونے لگتے۔ نماز پڑھنے کے دوران آپ ﷺ کے اندر سے ایسی آواز آتی جیسی کہ دیگ کے جوش مارنے یا چکی کی آواز ہوتی ہے۔

حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے

کہا:

”میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے اندر سے ایسی آواز آرہی تھی جیسی کہ دیگ کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے“

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسی چکی کی آواز ہوتی ہے اور یہ آپ کے رونے کی آواز تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ رات کو تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر حضور حق میں قیام فرماتے پھر تھوڑا آرام فرماتے پھر عبادت میں مصروف ہو جاتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ہاں ایک رات سوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ رات کو بیدار ہوئے۔ سواک کی۔ وضو فرمایا اور پھر یہ آیات کریمہ پڑھیں ان فی خلق السموات والارض..... الخ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں ادا فرمائیں جس میں قیام، رکوع اور سجدے کو بہت طویل کیا۔ پھر آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو گئے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے سونے سے سانس کی مخصوص آواز آنے لگی۔ تین بار آپ نے اسی طرح کیا اور چھ رکعتیں پڑھیں۔ ہر دفعہ سواک کی وضو کیا اور مذکورہ بالا آیات کو پڑھا پھر تین رکعتیں وتر کی پڑھیں۔

سورہ آل عمران کی ان گیارہ آیات کریمہ (۱۹۰ تا ۲۰۰) پر غور فرمائیے۔ معانی و مطالب کا بحر ذخار ہے جو انسانی زندگی میں انقلاب لے آئے۔ کائنات میں تفکر و تدبیر اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس کی رحمت و مغفرت کی طلب، قیامت کے دن اس کے فضل و احسان کے لئے دعا، مجاہدین کے لئے اللہ کی نصرت و تائید کا وعدہ، دنیا کی بے ثباتی، اہل تقویٰ کی مقبولیت اور اہل ایمان کے لئے صبر، باہمی ربط اور تقویٰ اختیار کرنے کا زریں اصول جو فلاح و کامرانی کا ضامن ہے۔ یہ مضامین ہوں اور قرآن حکیم کی صوتی تاثیر اور موسیقیت ہو اور آدھی رات کا وقت ہو جب دن کے شور و شغب کی بجائے ایک محشر سکوت نظر پر طاری ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ محبوب رب العالمین ﷺ کے خشوع قلب کی ان کی زبان

مبارک ترجمانی کر رہی ہو۔ ذرا تصور کیجئے کہ وہ پر سوز و پر کیف منظر کس قدر موثر اور رقت انگیز ہو گا!!!

نبوی دعائیں:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت میں حضور اکرم ﷺ کے معمول کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا کرتے:-

”اے میرے معبود! سب حمد و ستائش تیرے ہی لیے ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھتے والا ہے اور جو کچھ ان میں ہے۔ سب تعریف تیرے لیے ہے۔ تیرے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور جو کچھ ان میں ہے سب حمد و ثنا تیرے ہی لئے ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور سب حمد و ستائش تیرے لئے ہے۔ تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے تیرا قول حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے انبیائے کرام کی بعثت حق ہے محمد حق ہے قیامت حق ہے۔ اے میرے معبود! تیرے لئے میرا سر تسلیم خم ہے۔ تجھ پر ہی میں ایمان لایا ہوں تجھ ہی پر میرا بھروسہ ہے تیری ہی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ میرا جدال تیری مدد سے ہے۔ تیرے ہی حضور اپنی فریاد لایا ہوں۔ پس اے بخشنے والے میری وہ سب خطائیں بخش دے جو مجھ سے پہلے سرزد ہوئیں یا بعد میں ہوں گی وہ سب جنہیں میں نے پوشیدہ طور پر کیا اور وہ بھی جنہیں میں نے ظاہر طور پر کیا۔ تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے تیرے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور اکرم ﷺ کی متعدد دعائیں منقول ہیں جو آپ ﷺ رات کی نماز شروع کرتے وقت فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا پر غور کیجئے اپنے معبود سے وابستگی درجہ کمال پر نظر آتی ہے اور خود کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے لیے تمنا و آرزو کا بے ساختہ اظہار ہوتا ہے۔ قلب

و نظری نہیں، سمع ہی نہیں بلکہ جسم کے رگ و ریشہ اور خون و پوست ہر شے آقا و مولا کی تجلیات و نور سے مستیر ہو جائے۔ آپ ﷺ بارگاہ ایزدی میں ان الفاظ میں التجا کرتے ہیں:

”اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، میری آنکھوں میں نور پیدا کر، میرے کانوں میں نور عطا فرما، میری دائیں جانب نور ہو، میری بائیں جانب نور ہو، میرے اوپر نور ہو، میرے نیچے نور ہو، میرے سامنے نور ہو، میرے پیچھے نور ہو، میرے واسطے نور پیدا فرما دے (بعض راویوں نے یہ بھی لکھا ہے) اور میری زبان میں نور ہو (بعض نے یہ بھی لکھا ہے) میرے پٹھوں میں نور ہو، میرے گوشت میں نور ہو، میرے خون میں نور ہو، میرے بالوں میں نور ہو، میری جلد میں نور ہو (اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں) میری جان میں نور پیدا فرما اور نور کو میرے لئے اور بڑھادے (اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں) اے اللہ! مجھے نور عطا فرما“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رکتوں میں لمبی لمبی سورتیں تلاوت فرماتے۔ اس ضمن میں وہ حضور نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

فصلی اربع رکعات قرآنیہن البقرة وال عمران والنساء والمائدة والانعام

”پس حضور نبی کریم ﷺ نے چار رکتیں ادا فرمائیں اور ان رکتوں میں سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ نساء اور سورہ مائدہ یا انعام پڑھیں“

گویا حضور نبی کریم ﷺ کے ذوق عبادت کا تقاضا ہوتا کہ حضور حق میں قیام ہو اور قرآن حکیم کی پر سوز تلاوت کبھی ختم نہ ہو۔ چار رکتوں میں پانچ پارے تلاوت کرنا اور وہ بھی تریل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کوئی ایک آیت اور اس کا مضمون آپ ﷺ کے ذہن و قلب کو اس قدر متاثر کرتا کہ آپ ﷺ اسی ایک آیت کو بار بار پڑھتے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتى أصبح بايتة والايته ان تعذبهم فانهم عبادك

وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو قیام فرمایا اور نماز میں صبح تک یہ آیت پڑھتے

رہے (جس کا ترجمہ ہے) اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے

ہیں اور اگر بخش دے تو غالب حکمت والا ہے“

روزہ:-

ترکیہ نفس اور روحانی بالیدگی کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ روزہ ہے۔

قرآن حکیم نے اسے تقویٰ کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ بندہ

اپنی خواہشات اور طعام محض خوشنودی خداوندی کے لیے چھوڑتا ہے۔ نماز کی طرح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کا بھی بہت اہتمام فرماتے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو متواتر دو مہینے روزے رکھتے نہیں دیکھا مگر

شعبان اور رمضان میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں مہینوں کے مسلسل روزے

رکھتے“

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ رکھتے تھے تو برابر روزہ رکھے چلے جاتے۔

یہاں تک کہ ہم کہنے لگتے کہ اب وہ کبھی روزہ نہ چھوڑیں گے اور کبھی روزہ

چھوڑے رہتے حتیٰ کہ ہم یہ کہنے لگتے کہ اب وہ کبھی روزہ نہ رکھیں گے اور میں

نے اس امر کو کبھی نہ دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے مہینے کے

روزے رکھے ہوں سوائے ماہ رمضان کے اور آپ ماہ شعبان کے اکثر روزے

رکھتے۔“

گویا حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کا پورا مہینہ فرض روزے رکھتے۔ شعبان کے پورے مہینے کے روزے رکھتے ماسوا چند دنوں کے باقی سال بھر کبھی روزے رکھتے چلے جاتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔ بعض ایام کا روزہ حضور نبی کریم ﷺ اہتمام سے رکھتے۔ مثلاً آپ عاشورے کا روزہ رکھتے۔ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بارگہ الہی میں بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال پیش کئے جا رہے ہوں اور میں روزے کی حالت میں ہوں“

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ”کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے؟“ انہوں نے فرمایا ”ہاں“ پھر میں نے پوچھا ”مہینے کے کن دنوں میں روزے رکھتے تھے“ تو انہوں نے فرمایا ”آپ ﷺ کو اس امر کی پروا نہ تھی جن دنوں میں چاہتے روزہ رکھ لیتے تھے“

ایام بیض (چاند کی تیر ہویں، چودھویں، پندرہویں) کے روزہ کا حضور ﷺ خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”رسول اکرم ﷺ ایام بیض کے روزے کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ نہ حضر میں نہ سفر میں“

المختصر روحانی کمالات، روحانی بالیدگی کے حصول کے لئے جتنے بھی طریقے ممکن ہیں طول قیام، سجود، روزہ، ذکر و فکر، شب بیداری، تضرع و زاری، دعا، تلاوت قرآن حکیم یہ سب کے سب لاریب حضور نبی کریم ﷺ کے شب و روز کے معمولات نظر آتے ہیں۔ طہارت، نظافت، تعطر، سفید لباس، خیالات کی پاکیزگی ہر لمحہ اپنے خیالات اور جذبات پر ضبط تام اپنے معبود حقیقی کے ساتھ ایک والہانہ لگاؤ۔ یہ وہ اعمال ہیں جو روحانیت کی جان ہیں اور یہ سب کے سب حضور اکرم ﷺ کے مرغوب اور آپ ﷺ کے معمولات تھے۔

ایک مفکر قوم کو اپنے افکار سے بیدار کر سکتا ہے۔ ایک مصلح اپنی سعی و کاوش سے معاشرے کی مقدور بھراصلاح کا بیڑا اٹھا سکتا ہے۔ ایک حکمران اور فاتح فتح و ظفر سے بامراد ہوتے ہوئے اپنی سلطنت کی توسیع کر سکتا ہے اور اسے مستحکم بنا سکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص مفکر، مصلح اور فاتح ہونے کے ساتھ روحانی بالیدگی کے متہائے کمال پر بھی ہو۔ پوری تاریخ عالم میں ہمیں ایسی عظیم ہستی سوائے رسول اکرم ﷺ کے کوئی نہیں ملتی جو مفکر بھی ہو، مصلح بھی، حکمران اور فاتح بھی، معاشرت، معیشت، سیاست، قانون، تعلیم، اخلاق اور عقائد و افکار میں عظیم انقلاب برپا کرے لیکن اس کے ساتھ وہ روحانیت کا سرچشمہ اور قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے روحانی الذہن افراد کے لیے ایک بے مثال دائمی نمونہ عمل بھی ہو۔ زندگی کے اہم شعبوں میں سے کون سا شعبہ ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے بھرپور اور مثالی کردار انجام نہ دیا ہو۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ رحمت خداوندی نے آپ ﷺ کی روحانی بالیدگی کو سیراب و شاداب کر رکھا تھا۔

جب ہم حضور اکرم ﷺ کے روحانی کمالات پر نظر ڈالتے ہیں تو حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہیں رہتی۔ تجلیات و انوار الہیہ کی آپ ﷺ پر بارش ہوتی رہتی ہے۔ اگر آپ ﷺ حضور حق میں طویل قیام کرتے ہیں اور مشقت و تعب کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ آپ کا ذوق عبادت اور قیام کا تقاضا کرتا ہے تو دوسری طرف معبود حقیقی کے آپ ﷺ پر انعامات کا سلسلہ بھی لامتناہی ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

رأيت ربي عز وجل في أحسن صورة قال: لِمَا بَخْتَصِمَ الملائة الأعلى؟
قلت: أنت أعلم۔ قال: فوضع كفه بين كفتي فوجدت بردها بين ثديي
فعلمت بما في السموات والأرض وتلاو كذلك نوري إبراهيم ملكوت
السموات والأرض وليكون من الموقنين

"میں نے اپنے رب کریم کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا، رب کریم نے مجھ سے پوچھا۔ ملائکہ مقربین کس معاملے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے

عرض کیا ”اے اللہ اتنی خوب جانتا ہے“ رب کریم نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک اور لطافت میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھے آسمانوں اور زمین کی تمام درمیانی چیزوں کا علم حاصل ہو گیا“ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی و کذلک... الی اخرہ یعنی اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں شامل ہو جائے“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث پاک مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز صبح کی نماز میں رسول کریم ﷺ نے تشریف لانے میں تاخیر فرمائی اور قریب تھا کہ سورج مشرق سے نمودار ہو جائے کہ آپ ﷺ تیزی سے تشریف لائے۔ تکبیر کہی گئی اور رسول اکرم ﷺ نے نماز ادا کی اور قرأت و ارکان نماز میں تخفیف فرمائی اور سلام پھیر کر بلند آواز میں فرمایا ”جہاں بیٹھے ہو اسی جگہ بیٹھے رہو“ اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

انی لمت من اللیل لتوضات و صلیت ما قدر لی لنعت فی صلاتی حتی استقلت فاذا انا برہی تبارک و تعالیٰ فی احسن صورۃ فقال: یا محمد ا قلت: لیک رب قال: فیما یختصم الملاء الاعلیٰ؟ قلت: لا ادری۔ قالها ثلاثا۔ قال لرایت وضع کفہ بین کفئی حتی وجدتہ یورد اناملہ بین یدی لتجلی لی کل شیء و هو لیت

”میں رات کو نماز کے لیے اٹھا، وضو کیا اور جس قدر نماز مقدر میں تھی پڑھی اور نماز میں مجھ کو اونگھ آگئی یہاں تک کہ نیند مجھ پر غالب ہو گئی۔ ناگہاں میں نے اپنے بزرگ و برتر خدا کو بہترین شکل و صورت میں دیکھا۔ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ”اے محمد“ میں نے عرض کیا ”حاضر ہوں اے پروردگار“ فرمایا ”ملا نیکہ مقرین کس چیز پر بحث و گفتگو کر رہے ہیں؟“ میں نے عرض کیا ”خداوند! مجھے معلوم نہیں“ تین بار اللہ جل شانہ نے یہ بات پوچھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ رب جلیل نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی

انکلیوں کی ٹھنڈک اور لطافت کو میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا۔ میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں تمام اشیاء سے واقف ہو گیا۔

وسعت مشاہدہ:-

جو یائے حق اور سالک راہ کے لیے اگرچہ مشاہدہ حق کی گفتگو بھی ہزاروں لذتوں کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن وہ خوش بخت جسے مشاہدہ حق ہی میرا آجائے اس کی مسرتوں اور سعادتوں کا کیا کہنا! جیسا کہ قرآن حکیم کی مذکورہ آیت (۷۵:۶) سے ظاہر ہے۔ اس مشاہدے کا مقصد یقین کو اور زیادہ مستحکم اور قوی بنانا ہے تاکہ مشاہدہ حق سے بہرہ ور ہونے کے بعد اشیاء کی حقیقت سے واقف ہو کر ایک پیغمبر اس کارگہ حیات میں اپنے آقا و مولیٰ کے مشن کی تکمیل احسن طریقے سے کر سکے۔

حضور اکرم ﷺ قرآن حکیم میں مذکور اپنے اوصاف کے مطابق بشیر و نذیر بھی تھے۔ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نعمتوں کے مرکز جنت کی بشارت دیتے اور پیغام الہی کے جھٹلانے والوں کو اس کے عذاب اور عذاب کے مقام دوزخ سے ڈراتے۔ قدرت الہی نے آپ ﷺ کو ان دونوں کی کیفیت سے باخبر اور آگاہ کرنے کے لیے جنت و جہنم کا مشاہدہ کرایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ صلی لنا بوما الصلوة ثم رقی المنبر لما شاربہ
قبل قبلة المسجد فقال: قد اريت الان بذصليت لكم الصلوة الجنة
والنار مثلتن في قبل هذا الجدار لئلا ار كالوم في الخير والشر ا رواه البخاری

”ایک روز رسول اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر مسجد کے قبلے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ”میں نے ابھی ابھی تم کو نماز پڑھاتے پڑھاتے اس دیوار کے آگے جنت اور دوزخ کو ایک خاص شکل و صورت میں دیکھا ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج تک میں نے جس قدر اچھی اور بری چیزیں

دیکھی ہیں وہ جنت و دوزخ کی اچھائی و برائی کے مقابلے میں کوئی حیثیت و حقیقت نہیں رکھتیں۔“ (امام بخاری نے روایت کیا)

تورات میں حضرت ہوسی علیہ السلام کی قبر کے متعلق یہ لکھا ہے:

”پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کئے کے مطابق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی اور اس نے اسے موآب کی وادی میں بیت نغفور کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی آدمی کو اس کی قبر معلوم نہیں اور موسیٰ اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا“

اب حضور اکرم ﷺ کے چشمہ معرفت کی طرف نظر کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی متفق علیہ حدیث طویل میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ آخر میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

واللہ لو انی عندہ لارہتکم قبرہ الی جنب الطریق عند الکئیب الاحمر
 ”خدا کی قسم اگر میں بیت المقدس کے قریب ہوتا تو تم کو موسیٰ کی قبر دکھاتا جو سر
 راہ ریت کے ایک سرخ توڑے کے قریب ہے“

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور جمہور مفسرین اور علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے اور قرآن حکیم اس بات پر شاہد عادل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو معراج جسد مبارک کے ساتھ ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کے روحانی کمالات کو جلا بخشنے کے لیے آپ کو آسمانوں، زمین، جنت، دوزخ اور متعدد ارفع و اعلیٰ مقامات کی سیر کرائی اور آپ تجلیات و انوار الہیہ سے فیض یاب ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی رات انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے ان کے حلیے بیان فرمائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی متفق علیہ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قال رایت لیلۃ امری ہی موسیٰ رجلا ادم طوالا جعدا کانہ من رجال
 شنوءۃ و رایت عیسیٰ رجلا مربع الخلق الی الحمرة و البیاض مبط
 الراس و رایت مالکا خازن النار و الدجال فی ابابار اہن اللہ ابابہ
 ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں میں نے موسیٰ کو دیکھا جو

در از قد، گندم گوں تھے اور ان کے بال کھنکھریالے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے ایک آدمی ہیں اور میں نے عیسیٰ کو دیکھا جو پیدائش کے اعتبار سے متوسط قد و قامت کے تھے ان کا رنگ سرخ و سفید تھا اور سر کے بال سیدھے اور میں نے دوزخ کے داروغہ مالک کو دیکھا اور دجال کو دیکھا۔ ان دونوں کو ان علامات میں دیکھا جو خداوند تعالیٰ نے آپ کو دکھائیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی ایک متفق علیہ روایت مروی ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا ذکر بھی ہے کہ شب معراج میں میری ملاقات موسیٰ سے ہوئی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کی صفات بیان کیں اور فرمایا وہ ایک (خوف خدا سے) مضطرب آدمی ہیں۔ سر کے بال کھنکھریالے گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے ایک مرد ہیں اور میں نے عیسیٰ سے ملاقات کی جو متوسط قامت اور سرخ رنگ ہیں گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی اولاد میں میں ان سے بہت مشابہ ہوں۔

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو برتن پیش کئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو پسند فرمایا۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”پھر مجھے دو برتن دیئے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب اور مجھ سے کہا گیا کہ ان میں جس کو پسند کر لے لو۔ میں نے دودھ لے لیا اور پی لیا۔ پھر مجھ سے کہا گیا ”تمہیں فطرت کی راہ دکھائی گئی۔ اگر تم شراب لے لیتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی“

یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی عظمت کہ آپ انبیائے کرام سے ملاقات فرما رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدات اتنے عمیق ہیں کہ آپ ان میں سے ہر ایک کا حلیہ پورے وثوق سے بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمیق مشاہدے اور روحانی عظمت کی منہ بولتی تصویر ہے:

”ہم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا۔ ہم

جب ایک جنگل میں پہنچے تو رسول اکرم ﷺ نے پوچھا "یہ کون سا جنگل ہے؟"
 "لوگوں نے عرض کیا یہ وادی ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "گویا کہ میں
 اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں" اس کے بعد آپ ﷺ
 نے حضرت موسیٰ کا رنگ اور بالوں کی کیفیت بیان کی اور فرمایا گویا میں دیکھ رہا
 ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام اس جنگل سے کانوں میں انگلیاں دیئے ہوئے بلند آواز
 سے لبیک لبیک کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔"

یہاں سے آگے بڑھے اور شیبہ پر پہنچے (شیبہ وہ راستہ ہے جو دو پہاڑوں کے
 درمیان ہے) حضور اکرم ﷺ نے پوچھا یہ کون سی شیبہ ہے؟ لوگوں نے عرض
 کی ہرشی ہے یا لفت ہے آپ ﷺ نے فرمایا گویا کہ میں یونس علیہ السلام کی
 طرف دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور ادنیٰ جبہ پہنے ہوئے ہیں ان کی
 اونٹنی کی مہار کھجوروں کے درخت کے پوست کی ہے اور اس وادی سے لبیک
 کہتے ہوئے گزر رہے ہیں"

کشف احوال :-

حضور اکرم ﷺ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد فارغ ہوتے
 ہیں تو آپ پر ان کا حال منکشف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔
 "سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے وفات پا جانے پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان
 کے جنازہ پر گئے پس جس وقت رسول اکرم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی
 اور ان کو قبر میں اتار کر قبر کی مٹی برابر کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تسبیح
 (سبحان اللہ) پڑھی۔ ہم بھی دیر تک سبحان اللہ پڑھتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے
 تکبیر کی ہم نے بھی تکبیر کی۔ پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا "یا رسول اللہ
 ﷺ! آپ نے تسبیح اور تکبیر کیوں پڑھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اس بندہ
 صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی پھر خدا نے (ہماری تسبیح و تکبیر کو قبول کرتے

ہوئے) اس کو کشادہ کر دیا۔“
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی مضمون کو ایک روایت میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
”سعد وہ شخص ہے جس کے لیے عرش نے حرکت کی (یعنی ان کی روح آسمان پر پہنچنے کے وقت) اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور اس کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے اور قبر ان پر تنگ کی گئی پھر ان کی قبر کشادہ کر دی گئی۔“

حضور اکرم ﷺ قبرستان سے گذرتے ہیں، آپ ﷺ پر ان کے حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی متفق علیہ روایت میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

مرالنبي ﷺ بقبرين يقال انهما لعذبان وما لعذبان لى
كبر اما احدهما فكان لا يستر من البول (وفى رواية
المسلم) لا يستره من البول واما الاخر فكان يمشى بالنميمة ثم
اخذ جريدة رطبة لشفها بنصفين ثم غرز لى كل قبر واحدة قالوا: يا رسول
الله! لم صنعت هذا؟ فقال: لعذبان يخفف عنهما ما لم يبسا

”ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دو قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں دیا جا رہا۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دو سرا چغل خور تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی، درمیان سے چیر کر اس کے دو حصے کئے اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ناکہ اس سے ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ

میں سورج کو گرہن ہوا۔ پس رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے نماز میں طویل قیام فرمایا اتنی دیر کہ سورہ بقرہ اتنی دیر میں پڑھی جاسکے پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک قیام کیا جو قرأت کے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا اور یہ رکوع پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے لیکن یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا سجدہ کیا اور نماز مکمل کر دی۔ اس عرصے میں سورج روشن ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ نہ تو ان کو کسی کی موت سے گرہن ہوتا ہے اور نہ کسی کی پیدائش سے۔ پھر جب تم گرہن کو دیکھو تو خدا کو یاد کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! نماز کی حالت میں ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ کھڑے ہوئے کسی چیز کو پکڑنے کا ارادہ کر رہے ہیں پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے کی جانب کچھ ہٹ رہے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا:

"انی رابت الجنة لتناولت منها عنقودا ولو اخذتها لا کتم منه ما بقیت

الدنيا و رابت النار لئلا ارکالہم منظر اقطا لقطع"

(میں نے جنت کو دیکھا اور اس کے پودے سے انگور کا خوشہ توڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ اگر میں اس خوشے کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔ پھر میں نے دوزخ کو دیکھا اور آج کے دن تک ایسا کوئی خوفناک منظر میری نظر سے نہیں گذرا)

امت کے رؤف و رحیم اور شفیق روحانیت کے اس سرچشمے کے سامنے امت کے ثواب اور گناہ بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عرضت علی اجوراستی حتی القذاة بخرجها الرجل من المسجد

و عرضت علی ذنوب امتی للہم اذ ذنبا اعظم من سورة من القرآن او ایتہ

او تہارجل ثم نسما"

(میری امت کے ثواب میرے روبرو پیش کئے گئے یہاں تک کہ مسجد کی صفائی کرنے کا ثواب بھی اور پیش کئے گئے میرے سامنے میری امت کے گناہ ان گناہوں میں مجھے اس سے بڑا گناہ نظر نہیں آیا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت یاد ہو پھر اس نے اس کو بھلا دیا ہو)

کمال سماعت :-

بارگاہ رسالت ﷺ میں امت مسلمہ جو ہدیہ درود و سلام پیش کرتی ہے وہ آپ کی خدمت میں پہنچانے کے لیے فرشتے مامور ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

ان لله ملكته سماحين في الارض يبلغون من امتي السلام
 ”خدا کے بہت سے فرشتے زمین پر سیر کرنے والے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں“

کوڑوں بندگان خدا جب آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ درود و سلام پیش کرتے ہیں تو بارگاہ رسالت سے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بما من احد يسلم على الارض لله على روح حتى ارده له السلام
 ”تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

حضور اکرم ﷺ نے ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے واضح الفاظ میں فرمایا:

ملوا على فان صلاتكم تبلغني حيث كنتم
 ”مجھ پر درود بھیجو: اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو“

علامہ ابن قیم نے کتاب الروح میں اس ضمن میں بوالطفیف مضمون بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”اور یہ امر واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا جسد اطہر زمین میں شگفتہ و شاداب ہے چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے استفسار کیا کہ ہمارا درود و سلام کا ہدیہ تحفہ آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا جب کہ آپ زمینی اثرات سے متاثر ہو چکے ہوں گے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد کو کسی قسم کا ضرر پہنچائے“

اور اگر (ظاہری وصال کے بعد) حضور اکرم ﷺ کا جسد اطہر آپ کی قبر مبارک میں (تازہ و شاداب) نہ ہوتا تو آپ ﷺ ہرگز ایسا جواب نہ دیتے اور یہ امر بھی بالکل درست اور واضح ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو امت کا سلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچاتے ہیں۔ علامہ ابن قیم نے جسد و روح کے تعلق بالخصوص نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر اور روح مبارک کے باہمی تعلق کو بڑے عمدہ پیرائے میں مدلل بیان کیا ہے۔

اعجاز نظر:-

ڈاکٹر علی عبد الجلیل راضی نے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے روحانی پہلوؤں پر اپنے مخصوص و منفرد اسلوب میں روشنی ڈالی ہے اور مختلف سائنسی اور طبی حوالوں سے اور یورپ کے مختلف روحانی افراد کی مثالوں سے حضور اکرم ﷺ کے کمالات روحانی بیان کئے ہیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے حالت بیداری میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی شکل میں دیکھنے کا ذکر کیا ہے:

بينما انامشي اذ سمعت صوتا من السماء فرأيت بصري فاذا الملك الذي

جاءني بحراء جالس على كرسي بين السماء والارض فرأيت منه

فرجعت لقلت: زملوني فانزل الله تعالى يا ايها المدثر.....

”جس وقت میں چل رہا تھا میں نے اچانک آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اوپر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو عار حرام میں مجھے ملا تھا ایک ایسی کرسی پر بیٹھا نظر آیا جو آسمان و زمین کے مابین محیر العقول وسعت کے ساتھ نظر آ رہی تھی۔ پس مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور میں گھر کی طرف لوٹا اور گھر والوں سے کہا ”مجھ اوڑھا دو (گھر والوں نے آپ ﷺ کو کبل یا لحاف اوڑھا دیا) تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی یا ابھا المدثر... الخ (اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے)

اس حدیث پاک کے ذکر کے بعد موصوف اس امر کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام اکثر و بیشتر انسانی صورت میں تشریف لاتے اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں:

فی الواقع لم یکن هناک حاجتہ لظہور جبریل علی ہیئۃ الملک بعد ان وثق فیہ محمد وارجع ظہورہ علی ہیئۃ بشریۃ جمیلۃ حتی بالفہا صاحبہ وللملائکۃ قدرۃ علی التشکل بالصورۃ الیٰتی یحبونہا ”در اصل اب جبریل کو فرشتے کی صورت میں آنے کی ضرورت باقی نہ رہی تھی کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے بارے میں پورا وثوق حاصل ہو چکا تھا اور جبریل ہمیشہ ایک حسین و جمیل مرد کی صورت میں ظاہر ہوتے تاکہ حضور نبی کریم ﷺ ان سے مانوس رہیں اور فرشتوں کو بفضلہ تعالیٰ یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ جو شکل اختیار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں“

چنانچہ جبریل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے رمضان المبارک کے مہینے میں آپ کے ساتھ قرآن حکیم کا دور کرتے۔

ڈاکٹر راضی حضور اکرم ﷺ کی روحانی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وکان النبی بری مناظر مختلفۃ عدا رویتہ لجبریل کان بری اشخاصا وامکنۃ ومشاہد الابراہام غیرہ وتشد لقد جاء فی کتب السیرۃ انہ نعٰی لہم النجاشی ملک الحبشہ فی الیوم الذی مات فیہ وقال استغفرو والاکھیکم کمانعی جعفر او زید البیل ان یجی خبرہما و عیناہ تذر فان

”نبی اکرم ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کے علاوہ اور بھی مناظر دیکھتے۔ آپ ﷺ مختلف اشخاص، مختلف مقامات اور مختلف مناظر دیکھتے جنہیں اس وقت اور کوئی نہ دیکھ پاتا۔ سیرت کی کتابوں میں یہ بیان ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کا اس روز ذکر کیا جس روز اس کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرو۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے جعفر اور زید کی شہادت کی خبر اطلاع آنے سے قبل دے دی اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔“

ڈاکٹر راضی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کرتے ہیں:

كنا مع رسول الله ﷺ اذ سمع وجبة (سقطت) فقال النبي ﷺ
: ما هذا؟ قلنا: الله ورسوله اعلم۔ قال: هذا حجر رمي به النار منذ سبعين

خريفاً فهو يسوي في النار الان حتى انتهى الى مقراها

”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اچانک کسی بہت بڑی چیز کے گرنے کی آواز سنی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ کیا جڑا ہے؟“ ہم نے عرض کیا ”اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ وہ پتھر ہے جسے جہنم میں آج سے ستر برس قبل پھینکا گیا چنانچہ یہ اپنی طویل مسافت طے کرتے ہوئے اب آگ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچا ہے“

اس حدیث پاک کی سائنسی تشریح کرتے ہوئے علامہ موصوف لکھتے ہیں:

ويمكن ان نفس هذا علمابان القوم سمو اسقطت حجر في مكان بعيد
ولم يروه..... للمعنى العلمى لها ان الحجر قد استغرق سبعين سنة في

مساره من المكان الذي بدأ به حتى وصله للارض

”اور ہمارے لئے ممکن ہے کہ ہم اس کی تفسیر علمی یوں کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی پتھر کے دور گرنے کی آواز سنی اور نہ دیکھا..... پس اس کی

علمی تشریح یہ ہے کہ پتھر کو اپنی مسافت طے کرنے میں ستر برس لگے حتیٰ کہ اس جگہ سے جہاں سے اس کے سفر کا آغاز ہوا تھا وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچا۔

روحانی معجزات:-

بہر کیف پتھر کے گرنے کا علم تو میری ناچیز رائے میں آپ ﷺ کا ایک ادنیٰ روحانی کمال ہے۔ وہ عظیم شخصیت جس کے معجزات کا ذکر خود قرآن حکیم نے کیا ہو اس کی عظمتوں کو کما حقہ کون جان سکتا ہے۔ شق قر، معراج و اسراء، دعوت مابہ، نصرت ایزدی، رومیوں کے غلبہ سے متعلق پیشگوئی، غار ثور میں اعانت خداوندی، فرشتوں کی مدد، اطلاع من اللہ، زویائے فتح اور اس قسم کے متعدد معجزات قرآن حکیم میں مذکور ہیں، خود قرآن حکیم حضور اکرم ﷺ کا ایک زندہ اور روشن معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کے تفصیلی ذکر سے قبل بڑی عمدہ بات کہی ہے:

بل كانت شمائله واحواله شواهد قاطعة بصدقه حتى ان العربي القح كان يراه ليقول والله ما هذا وجه كذاب فكان يشهده له بالصدق بمجرد شمائله فكيف من شاهد اخلاقه ومارس احواله في جميع بصادره وبنوآرده

”حضور اکرم ﷺ کے عادات و خصائل اور آپ ﷺ کے حالات آپ ﷺ کی سچائی پر قطعی حجت تھے۔ حتیٰ کہ ایک خالص بدو آپ ﷺ کو جب دیکھتا تو بیساختہ پکار اٹھتا ”خدا کی قسم ایہ روئے مبارک جھوٹ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا“ گویا کہ وہ آپ ﷺ کے مطلق شمائل سے آپ کے سچا ہونے کا یقین کر لیتا۔ پس ان لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی عظمت کس قدر ہوگی جنہوں نے آپ ﷺ کے احوال و انوار کا مفصل اور مسلسل مشاہدہ کیا“

اس کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے پچاس سے زائد معجزات گنوائے ہیں۔

طب روحانی:-

انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی کا ذکر ہے کہ وہ مریضوں کو چھوتے تھے تو وہ بفضلہ تعالیٰ اچھے ہو جاتے تھے۔ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”حضور اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیمار ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا تو وہ بفضلہ تعالیٰ فوری طور پر درست اور صحت یاب ہو گئے۔“

دکٹر علی عبد الجلیل راضی نے حضور نبی کریم ﷺ کے روحانی کمالات کے ذکر میں ”العلاج الروحی“ کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے اور یہ کہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بیماروں کا علاج متعدد روحانی طریقوں سے فرمایا کرتے جن میں ایک طریق یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور دعا فرماتے۔ اس ضمن میں انہوں نے متعدد مثالیں دی ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے چند احادیث مبارکہ کا ذکر کیا ہے:

”حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ بیمار تھے تو حضور نبی کریم ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں ”آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر میرے چہرے اور شکم پر پھیرا دعا فرمائی اے اللہ! سعد کو صحت یاب فرما“

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں کی خنکی اور لطافت انہوں نے اپنے جگر میں محسوس کی اور جب کبھی انہیں یہ واقعہ یاد آتا ہے تو وہ آپ ﷺ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں۔

”میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہ سکتا تھا۔ پس میں نے اس امر کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی اے اللہ اے ثبات بخش اور اے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ پس اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہ گرا“

ابو یحییٰ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک بار بطحا کی طرف نکلے پس لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ تھام لیتے اور اسے اپنے چہروں پر پھیرتے ابو یحییٰ کہتے ہیں ”میں نے بھی آپ ﷺ کے دست مبارک کو تھام لیا اور اسے اپنے چہرے پر پھیرا۔ آپ کا ہاتھ برف سے ٹھنڈا اور مشک و کستوری سے زیادہ معطر تھا“

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کا معمول مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

”رسول اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی شخص ہمارے پاس آکر بیماری کی شکایت کرتا تو حضور نبی کریم ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور دعا فرماتے ”اے لوگوں کے معبود حقیقی! سختی کو دور فرما اور شفا عطا فرما تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ سوائے تیری شفا کے کوئی شفا نہیں۔ تیری عطا فرمودہ شفا ہی بیماری کا ازالہ کرتی ہے۔“

دکتور موصوف نے حضور اکرم ﷺ کے دوسرے روحانی علاج کے طریقوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

روحانی عظمت:-

تاریخ ادیان عالم میں روحانی پیشواؤں کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ انہوں نے مقدور بھر فضائل اخلاق کی تعلیم دی۔ لوگوں کو نیکی کا راستہ اختیار کرنے اور بری باتوں کے چھوڑنے کے لیے کہا لیکن وہ خود صرف روحانی دنیا کے ہی ہو کر رہ گئے اور رہبانیت اختیار کر لی..... جب کہ حضور اکرم ﷺ کو ہادیان عالم میں یہ منفرد مقام حاصل ہے کہ جہاں

آپ ﷺ نے معاشرت، معیشت، سیاست، قانون، تعلیم و تربیت، منہلی نظام اور سب سے بڑھ کر عقائد و افکار کی دنیا میں انقلاب برپا کیا وہاں آپ ﷺ نے روحانی تقاضوں کو کبھی فراموش یا نظر انداز نہیں کیا۔ دیگر مذاہب کے روحانی پیشواؤں کی توجہ کامرکز من کی دنیا رہی ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کا کمال یہ ہے کہ مادی اور روحانی تقاضوں کو بطریق احسن مکمل فرماتے ہیں۔ اگر تمام شعبہ ہائے حیات میں بھرپور کردار ادا کر کے آپ ﷺ پوری انسانیت کے لئے دائمی نمونہ عمل ہیں تو پھر روحانیت کی دنیا میں دنیا بھر کے روحانی الذہن افراد کے لئے بہترین اسوہ بھی ہیں۔

آپ ﷺ کے روحانی کمالات کا ایک عظیم القدر اور عظیم النظم پہلو یہ بھی ہے کہ آج جب دنیا کے عظیم روحانی پیشواؤں کی زندگی کے حالات پردہ اخفا میں ہیں یا بہت کم میسر ہیں بلکہ بعض کے تو زمانے کا بھی تعین دشوار ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے سامنے ہے۔ سیرت نگاروں نے حضور اکرم ﷺ کی عبادات و معمولات کو اس قدر اہتمام سے محفوظ کیا ہے کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی جو شخص بھی روحانیت کی وادی میں قدم رکھے گا اسے سوائے حضور اکرم ﷺ کی عظیم روحانی شخصیت کے کوئی اور نمونہ میسر نہیں آتا جس کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق روشن اور تابناک ہو اور دعوت فکر و عمل دے رہا ہو۔

آج بلاد اسلامیہ میں مادی تقاضوں کے لئے تک و دو جاری ہے بیداری کی ایک لہر دوڑ رہی ہے لیکن روحانی اقدار کی طرف توجہ منعطف نہیں کی جا رہی اور اس حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تمام تر کامیابیاں دراصل آپ ﷺ کی روحانی زندگی کا برگ و بار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حکمت ربانی کے چشمہ نور اور منبع روحانیت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔

ہم اپنے اس مضمون کو ایک سیرت نگار کے ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں:

"He was the greatest of sufis , saints
and darvishes.They became blessed

with his super natural power only with
drink of spiritual fountain of the
greatest saint of arabia"

اور آخر میں علامہ یوسف بن اسماعیل نہمانی کے ان الفاظ میں بارگاہِ صمدیت میں

دعا کرتے ہیں:

"اے اللہ! تو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر جنہیں تو نے ساری کائنات کی
امارت و سیادت کے لیے چنا اور جو سید الکونین ہیں۔ جنہیں تو نے بہترین
خصلتوں سے آراستہ کیا، معجزات سے نوازا اور کائنات کی طرف بھیجا تاکہ
پوری انسانیت کو پاکیزہ اخلاق سے سنواریں۔ ان پر ایسا درود و سلام نازل فرما
جو سب سے کامل اور سب سے جامع ہو اور جس کی برکتیں ہمیشہ باقی رہنے والی
ہوں۔ ایسا درود پاک نازل فرما جو تیرے اس قرب کے مناسب ہو جس سے تو
نے بجزان کے کسی کو نہیں نوازا اور تیری اس محبت کا عکاس ہو جس کے ساتھ
ازل سے ابد تک ہمارے نبی علیہ السلام کو مخصوص کیا۔"

جو کہیں اسماء اللہ لکھے
وہ جنت میں ہے

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی دیگر تصانیف

● MODERN TRENDS IN TAFSIR LITERATURE - MIRACLES

● QURANIC CONCEPT OF MIRACLE

● تجلیات رسالت (سیرت طیبہ کے چند اہم عنوانات پر مقالات کا مجموعہ)

● رسول اکرمؐ کی روحانی زندگی (چند جھلکیاں)

● سیدنا صدیق اکبرؓ اور عشق رسولؐ

● مصطفوی انقلاب کیسے ممکن ہے؟

(غزوہ بدر کی روشنی میں)

● خودی - قرآن حکیم کی روشنی میں



● رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیر مسلموں کے تاثرات

297.44

ب 57 ر



* 1 1 6 8 1 0 - U - 6 7 *

● ورفعتك ذكرك

● مثالی پیغمبر

زیر طبع

● مطالعہ ادیان (مقدمہ)

رسول اکرم کی روحانی زندگی

(چند جگہ بیان)



پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

دقیقی پبلیکیشنز

اے۔ وی۔ مارکیٹ، اردو بازار

لاہور

297.4

57

1168